بخت محمد خان

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر محمد رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

جمیل آذر بحیثیت انشائی نقاد

Bakht Muhammad Khan
PhD Scholar, Department of Urdu, Hazara University Mansehra.
Dr.Muhammad Rehman
Assistant Professor, Department of Urdu, Hazara University Mansehra.
Dr.Mutahir Shah
Assistant Professor, Department of Urdu, Hazara University Mansehra.

Jameel Aazar as an Essay Critic

Inshaieya is a prominent form of prose writing in Urdu literature. A number of writers have proved their knowledge and skill in the field of essay writing. Jamil Aazar is one of such writers. Not only did he write great essays but also critically appreciated several famous Inshaeyas. Several other critics have acknowledged Jamil Aazar's critical acumen by declaring him as the father of criticism on Inshaeya,s writing, especially when he is an established critic whose major contribution is to elevate this form to new heights. The present article is an effort to highlight his contribution to Urdu literature in this connection.

Keywords: *Prelude, Animal Passions, Philosophical Mind.*

اردو تنقید نگاری میں مولانا الطاف حسین حالیؔ، شبلی نعمانی، سید عبداللہ وغیرہ سر فہرست ہیں۔ ان جملہ ناقدین کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تنقیدات کے حوالے سے ایک اہم نام جمیل آذر کا بھی ہے۔ اگرچہ

ان کی پہچان انشائیہ ہے لیکن انشائی تنقید کے حوالے سے ایک معتبر نام ہے۔ ان کے اس ذاتی اختراع یعنی انشائی تنقید پر بحث کرنے سے پہلے بہتر ہو گا کہ تنقید کی اس قسم کی ماہیت تک رسائی حاصل کی جائے۔ جمیل آذر کے خیال میں انشائی تنقید سے مرادیہ ہے:

"انشائی تنقید کا بنیادی فنکشن یہ ہے کہ تنقید خواہ نظریاتی ہو یا عملی سے ہر صورت میں ایسے ہی دلچسپ، فکر انگیز اور روح رور ہونا چاہئے جیسے فکشن ہوتی ہے۔ یہ بات اس صورت میں ممکن ہے جب ناقد کی اپروچ تخلیقی سطح پر ہو۔ بے کیف، سپاٹ اور غیر دلچسپ خواہ ادب پارہ ہو یا تنقید، انشائی مزاج اور رویہ سے ہم آہنگ نہیں۔" (۱)

ان کے خیال میں انشائی نقاد کی تنقید محض تنقیدی سطح پر نہیں رہتی بلکہ اس سے آگے بڑھ کر تخلیقی رفعت کا درجہ حاصل کرتی ہے۔ یہ مشکل اور کٹھن عمل ہو جاتا ہے لیکن اس میں بلا کی دلآویزی اور خوبصورتی پائی جاتی ہے۔ ایک اور جگہ پر نسبتاً زیادہ واضح انداز میں انشائی تنقید کا مفہوم سمجھانے کی وشش کی ہے:

"انشائی نقاد فن پارے یا ادبی متن کا مطالعہ پر خلوص دل بستگی، غور و فکر اور ارتکازِ ذہن کے ساتھ کرتا ہے۔ اس قرات سے جو لطف اور افکار سے جو ذہنی جلا حاصل کرتا ہے۔ اس میں وہ دوسروں کو شریک کرنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ دوسروں کو اس پر کیف تجربے میں شامل کرنے کی سعی ہی انشائی تنقید ہے جو مشکل بھی ہے اور دلچسپ بھی۔"(۲)

روایتی طور پر تنقید کو خشک اور تھکا دینے عبارت کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور اس کے پڑھنے میں قارئین بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ جمیل آذر نے تنقید کو تخلیق کی سطح پر پہنچا کر قاری کو فکری نشاط سے ہمکنار کیا۔ ان کی تنقیدی متن میں اسلوب فکر و بیان کی تازگی اور تابناکی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ بعض ناقدین ادب ارادتاً یا غیر ارادی طور پر طرز بیان یا اسلوب بیان کو نا قابل فہم، گنجلک اور پیچ دار بنا دیتے ہیں کہ قاری پڑھنے اور حظ اٹھانے سے قاصر رہتا ہے۔ اس قسم کی تنقید یا عبارت میں ابلاغ کا فقدان پیدا ہوتا ہے اور یوں قاری اس کو پڑھنے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ جہاں تک انشائی تنقید کا تعلق ہے اس کے اسلوب میں ابلاغ اور تخلیقی جوہر ہوتا ہے، ادبی لطافت ہوتی ہے اور قاری فیض یاب ہوتا ہے۔

انشائی تنقید اصل میں ایک رویے کا نام ہے، ایک ذہنی آمادگی ہے اور اس کا کام فن پاروں یا ادبی تخلیقات کا جائزہ اس انداز میں پیش کرنا ہے کہ قاری اصل متن پڑھنے کی طرف توجہ دے سکے۔ قاری فن پارے پر اس

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

طرح نظر ڈالے کہ وہ اصل معنویت کو منکشف کرنے لگ جائے۔ جمیل آذر کے اس انداز تنقید کو ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"پروفیسر جمیل آذر کو اردو تنقید کے حوالے سے ان تمام معاملات کا پورا ادراک ہے، لہذا انہوں نے "انشائی تنقید" کی اصطلاح وضع کر کے تنقید کو دلچسپ اور قابل مطالعہ انداز میں پیش کرنے کی روش کو فروغ دینے کی جسارت کی ہے۔"(۳)

انشائی تنقید کے حوالے سے متذکرہ بالا اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں معانی کے ساتھ ساتھ الفاظ کے چناؤ پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ بعض ناقدین ادب ایسے مشکل اور نامانوس الفاظ، بوجھل تراکیب اور دقیق اصطلاحات کا استعمال کرتے ہیں کہ ایک عام قاری کے لیے اس طرح کی عبارت پڑھنا اور سمجھنا محال ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی تحریر انشائی تنقید کی روح کے بالکل منافی ہے اور اس میں قاری کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ اگرچہ اس قسم کے بھاری بھرکم الفاظ کے ستعمال سے قاری تحریر کو دیکھ کر ناقد کے تبحر علمی سے مرعوب ہو جاتا ہے لیکن پڑھنے کی سکت نہیں رکھتا۔ انشائی تنقید کا لب لباب یہ ہے کہ تنقید کا اسلوب تخلیقی طرز کا ہو تا کہ عام قاری کے لیے اس کا مطالعہ کرنے میں سہولت ہو۔ اس کے علاوہ انشائی تنقید کا طرۂ امتیاز یہ ہونا چاہئے کہ فن پارے کو کسی تعصب اور پہلے سے طے کردہ تنقیدی زاویہ نظر کے مطابق پرکھنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ فن پارے سے اس کے حجم کے مطابق حظ اٹھایا جائے۔ ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش کے الفاظ میں:

"انشائی تنقید کا بنیادی منصب یہ ہے کہ قاری کو سحر قرات، رفعتِ خیال اور نشاطِ فکر عطا ہو۔ انشائی ناقد کے ہاں غیر وابستگی، اور معروضیت کے برعکس دل بستگی، معنویت کا عمل کار فرما ہو۔ انشائی ناقد کسی خارجی منشور، اقتصادی، سیاسی، سماجی یا نظریاتی تحریک سے وابستہ نہیں ہوتا۔ یہ تنقید حیات کے علی الرغم اسرار و جمال پر توجہ دیتی ہے۔ عیب جوئی، نقص بینی، مذمتی رویہ، پھبتی، تمسخر جیسے منفی رویے انشائی تنقید کے مزاج کے خلاف ہیں۔"(۴)

انشائی تنقید میں مرکزی نکتہ پیش کش ہے۔ جس قدر پیش کش جاندار ہو گی اسی قدر تنقید پر لطف ہو گی اور قاری کی دلچسپی کا مرکز ہو گا۔ اعتدال کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن انشائی تنقید میں اس کو خاطر خواہ اہمیت اور مرکزیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر انور سدید بھی جمیل آذر کو انشائی تنقید کا بانی مانتے ہیں۔ اس بارے میں ان کی رائے ملاحظہ ہو:

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

"امتزاجی تنقید، کی مقبولیت کے دور میں انہوں نے تنقید میں انشائی رویے کو دریافت کیا ہے
۔میں اس دریافت پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"(۵)

جمیل آذر کی انشائی تنقید کے کافی ممتاز اُدباء معترف نظر آتے ہیں۔ وہ نہ صرف اس طرز تنقید کو سراہتے ہیں بلکہ اس کا موجد بھی جمیل آذر کو تسلیم کرتے ہیں۔ صائمہ نورین بخاری انشائی تنقید کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

"مجھے جناب ملک مقبول احمد کی مشفق، علم دوست اور مہربان شخصیت سے اُردو ادب کے بلند پایہ ادیب، انشائیہ نگار و نقاد جناب جمیل آذر کی کتاب "راہِ نوردِ شوق" نے متعارف کروایا۔
جناب جمیل آذر کی یہ خوب صورت اور منفرد انشائی تنقید پڑھ کر عجیب سا حیران کن مگر خوش گوار احساس دل کو بوجھل کر گیا"(۶)

مذکورہ کتاب میں جمیل آذر نے ملک مقبول احمد کی زندگی کے اہم احوال کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور حقیقی معنوں میں انشائی نقاد ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ جمیل آذر کی کتاب "راہِ نوردِ شوق" اصل میں ملک مقبول احمد کی آپ بیتی "سفر جاری ہے" کا تنقیدی جائزہ ہے اور اس میں انہوں نے انشائی تنقیدی رویے سے بھرپور کام لیا ہے، اور عملاً یہ ان کی انشائی تنقید کا بہترین نمونہ ہے۔ انہوں نے تخلیقی طرز اپنایا ہے اور ساتھ ساتھ قاری کی دلچسپی کو بھی برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے جو کہ انشائی تنقید کا طرز امتیار ہے۔ اسی حوالے سے ممتاز انشائیہ نگار، تنقید نگار اور محقق ڈاکٹر وزیر آغا کی رائے بھی قابل غور ہے۔ انشائی تنقید کے بارے میں انہوں نے مفصل انداز سے اپنی رائے پیش کی ہے:

"اردو میں متعدد تنقیدی اسالیب رائج رہے ہیں۔ ان تینوں اسالیب سے ہٹ کر تخلیقی اسلوب ہے جو ایک تو کفایت لفظی کا مطالعہ ہے، دوسرے بات سادہ اور تازہ انداز میں کرتا ہے، تیسرے جہاں ضرورت پڑے مثال اور تمثیل کو اس خوبی سے استعمال کرتا ہے کہ نہ صرف بات آئینہ ہو جاتی ہے بلکہ قاری تخلیقی سطح پر بھی لطف اندوز ہونے لگتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پروفیسر جمیل آذر نے اسی وضع کے تخلیقی اسلوب کی حاصل تنقید کو انشائی تنقید کا نام دیا ہے"(۷)

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی انشائی تنقید میں بنیادی نکتہ تخلیقی اسلوب کو قرار دیا ہے اور یہی بنیادی فرق ہے جو انشائی تنقید کو روایتی تنقید سے الگ کرتا ہے۔ انشائی تنقید کا الفاظ کی زیبائش، ثقیل اور بوجھل تراکیب سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہاں پر الفاظ اور معانی میں مناسب امتزاج ملتا ہے جو قاری کی دلچسپی برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ انشائی تنقید اپنے اسلوب فکر میں تازہ کاری، سادگی، بے تکلفی اور بے ساختگی کو اہمیت اور اولیت دیتی ہے۔ جمیل آذر نے مختلف تنقیدی کالم اور مضامین لکھے ہیں جو کتابی شکل میں بھی دستیاب ہیں۔ اگر ان کی عبارت کا جائزہ انشائی تنقید کے تناظر میں لیا جائے یا مطالعہ کیا جائے تو قاری کسی قسم کے الجھاؤ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اس پر مسلسل اصل کتاب کے پرت واہوتے چلے جاتے ہیں۔ انشائی تنقید میں اس بات پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے کہ غیر ضروری تمہید یا پس منظر کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے اور اصل متن پر توجہ دی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر اختصار بھی انشائی تنقید کی نشانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انشائی نقاد اس ماحول اور پس منظر پر بحث نہیں کرتا جس میں مصنف کی ذہنی نشو نما ہوئی تھی بلکہ وہ اپنا سارا تنقیدی جوہر اس بات پر مرکوز کرتا ہے جن پہلوؤں اور زاویوں کا فن پارہ نقاب کشائی کر رہا ہے۔ اس کے برعکس ایک روایتی نقاد پس منظر یا تمہید پر اتنی توجہ دیتے ہیں کہ زیر بحث موضوع تشنہ تکمیل رہ جاتا ہے۔ اور یہی تنقید قاری کے لیے پریشانی کا سبب بنتی ہے۔ وہ اپنی توجہ زیر بحث موضوع پر قائم رکھنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ جمیل آذر کی اس انداز تنقید کو ناقدین محققین اور ادباء کے ایک بڑے حلقے نے سراہا ہے۔ وہ جمیل آذر ہی کو اس کا موجد اور بانی مقرر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم نام محمد کاظم بھی ہیں جو ان الفاظ میں انشائی تنقید کی وضاحت اور اہمیت بیان کرتے ہیں:

> " جمیل آذر کا مقالہ "انشائی تنقیدی رویہ" اپنے موضوع میں ایک نئی اور اور یجنل چیز ہے۔ نقادوں کی اکثریت سے ہم قارئین کو ہمیشہ یہ گلہ رہا ہے کہ جو کچھ لکھتے ہیں آسانی سے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ تنقید میں جب تک ایک تخلیقی عمل کی دلآویزی نہ ہو وہ پڑھنے کے لائق (Readable) نہیں ہوتی۔"(۸)

ان جملہ اقتباسات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ تنقید میں تخلیقیت کا عنصر ہونا نہایت لازمی اور اہم چیز ہے اور کسی بھی سطح پر اس عمل کی کمی انشائی تنقید کی حد تک ایک تنقیدی سقم ہے۔ انشائی نقاد اس پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ اسلوب کی تازگی و شادابی اور تحریر کی روانی و سادگی انشائی تنقید کا نمایاں جوہر ہیں۔ گویا انشائی تنقید تخلیق تازہ یا تخلیق نو کا دلچسپ عمل ہے۔ اگرچہ یہ ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن اس میں بلا کی خوب صورتی اور دلآویزی پائی جاتی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ہے جو قاری کو اپنی طرف کھینچتی چلی جاتی ہے۔ انشائی تنقید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا اسلوب غیر معروضی ہوتا ہے اور کسی خاص نقطہ نظر یا منشور کا پابند نہیں ہوتا۔ انشائی نقاد کھلے دماغ کے ساتھ فن پارے کا مکمل طور پر جائزہ لیتا ہے۔ اس کی تنقیدی رسائی کلیاتی ہے۔ انشائی نقاد اپنے نظریات اور تصورات میں اپنی تہذیب و ثقافت سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوتا ہے اس کی مشرقی ادب کے ساتھ ساتھ مغربی ادب کے جملہ اصول اور ضوابط پر مکمل گرفت اور نظر ہونی چاہیے۔ صرف نظر بھی نہیں بلکہ یہ علوم ان کی روح میں سرایت کیے ہوتے ہیں۔ جہاں تک آج کل کے جدید دور میں تنقیدی ذرائع کا تعلق ہے تو انشائی نقاد کو چھوڑ کر کسی بھی نقاد کے لیے سائنس، ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے جدید علوم سے چشم پوشی کرنا مجرمانہ فعل تصور کیا جاتا ہے۔ جمیل آذر کی تنقید میں موجود جدت اور تازگی کی طرف توجہ دیتے ہوئے ڈاکٹر رشید امجد یوں رقم طراز ہیں:

> "جمیل آذر تخلیق و تنقید دونوں حوالوں سے ایک اہم نام ہے۔ بنیادی طور پر تخلیق کار ہونے کی وجہ سے ان کی تنقید میں جوہر خاص کی تلاش کا رویہ انہیں مصنف کے تخلیقی "سیلف" تک لے جاتا ہے۔ موضوعات ہو یا اشخاص پر لکھے گئے ان کے مضامین، ان میں روایتی تنقیدی رویہ نہیں ہے بلکہ وشگفتہ انداز سے، پرت در پرت شخص یا موضوع کے اندر اتر کر اس لہر کی تلاش کرتے ہیں جو لکھنے کا محرک بنتی ہے۔ انشائیہ نگار ہونے کی وجہ سے ان کے اسلوب میں جو کوملتا، نرماہٹ اور ذہانت پیدا ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے ان کے مضامین میں تنقیدی ہونے کے باوجود تخلیقی جدت کی نشان دہی کرتے ہیں۔ انہوں نے خود اس کے لیے "انشائی تنقید" کی اصطلاح وضع کی ہے۔ یہ تنقید کھردری نہیں بلکہ اس میں تخلیقی رچاؤ موجود ہے۔"(۹)

ڈاکٹر رشید امجد نے جمیل آذر کی تنقیدی سوچ میں جن خوبیوں کی طرف اشارہ کیا ہے یہ وہ ستون ہیں جن پر انشائی تنقید کی پوری عمارت کھڑی ہے جو روایتی تنقید سے کوئی مماثلت نہیں رکھتی۔ اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے قاری کو سحر قرات، رفعت خیال اور نشاط فکر عطا کرتی ہے، اس کے علاوہ قاری کو ذہنی تناؤ سے آزاد کر کے کشادگی نظر اور آسودگی روح سے بہرہ مند کرتی ہے، انہی خوبیوں کی وجہ سے جو ڈاکٹر رشید امجد نے مذکورہ بالا اقتباس میں پیش کیے ہیں، تخلیقی تنقید کو دیگر تمام تنقیدی مکاتب فکر سے ممتاز کر دیتے ہیں۔ یہی امتیازی وطیرہ انشائی نقاد کو تنقید کی عام روش سے ہٹ کر ایک جداگانہ راستے کا چناؤ کرنے کی جانب راغب کرتا ہے۔

انشائی تنقید سے روشناسی کی خاطر جمیل آذر کے ان تنقیدی مضامین سے اقتباسات پیش خدمت ہیں جو انہوں نے مختلف موضوعات اور اشخاص پر قلم بند کیے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید عہد حاضر کے ایک ثقہ اور معتبر محقق، نقاد، ماہر لسانیات اور ادیب ہیں لیکن شاعری کی طرف وہ بعد میں راغب ہوئے۔ بالخصوص ان کی غزل گوئی پر تنقیدی رائے دیتے ہوئے جمیل آذر نے ایک انشائی نقاد ہونے کا بین ثبوت دیا ہے۔ وہ اپنے تنقیدی مضمون بعنوان "شکستِ خواب وخیال" میں ڈاکٹر انور سدید کی غزل گوئی کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

> "ڈاکٹر انور سدید کی غزلوں کا مطالعہ کرنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ یہ ان کی پختہ عمر کی شاعری ہے۔ ان کی غزلوں میں عہد شباب کی وہ گرمی تو نہیں ہے جو عموماً نوجوان شعراء کے کلام میں ہوتی ہے۔ مجھے یہاں بے ساختہ ورڈز ورتھ یاد آگیا۔ اس نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف پری لیوڈ (Prelude) میں بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ اگرچہ اس کہن سالہ عمر میں میرے تمام حیوانی جذبات (Animal Passions) ختم ہو چکے ہیں لیکن خالق کائنات نے اس محرومی کی تلافی کرتے ہوئے مجھے فلسفیانہ ذہن (Philosophical Mind) عطا کر دیا ہے۔ انور سدید صاحب بھی اپنی بزرگی کی اس عمر میں زندگی کے حسن و مظاہر سے یقیناً پہلے کی نسبت زیادہ محظوظ ہوتے ہیں۔"(۱۰)

جمیل آذر نے مذکورہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر انور سدید کا موازنہ، انگریزی ادب کے عظیم شاعر سے بڑے مؤثر انداز میں کیا ہے۔ اگرچہ اس میں کافی حد تک مبالغے کا عنصر نمایاں ہے لیکن کہن سالی کی حد تک ان کی تنقیدی رائے بڑے وزنی ہے۔ بجائے اس کے کہ روایتی تنقید کا سہارا لیتے ہوئے صرف انور سدید کی غزل گوئی کے نقائص بیان کرتے، انہوں نے انشائی نقاد ہونے کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔

جمیل آذر نے ڈاکٹر رشید امجد کے سات افسانوی مجموعوں پر مشتمل کلیات بعنوان "دشتِ نظر سے آگے" کا تنقیدی جائزہ بڑی باریک بینی سے لیا ہے۔ اگرچہ اس کلیات میں ایک سو افسانے شامل ہیں لیکن جمیل آذر نے ایک ثقہ نقاد کا ثبوت دیتے ہوئے اختصار اور جامعیت کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے اتنی کثیر تعداد میں افسانوں کا تنقیدی جائزہ نہایت قلیل صفحات میں پیش کیا ہے جس میں ڈاکٹر رشید امجد کے افسانوں کی جملہ خوبیاں نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں۔ اس تنقیدی مضمون کے یہ چند سطور ملاحظہ ہو جو ڈاکٹر رشید امجد کے افسانوی رنگ کی عکاسی کرتے ہیں:

"رشید امجد کے افسانوں میں تجریدی چیزیں، تجسیمی استعاروں میں ڈھلتی ہیں، ماحول تاثر پذیر ہو کر کردار میں منتقل ہو جاتا ہے۔ الفاظ ٹوٹ کر گرتے ہیں۔ آوازیں سسک سسک کر دم توڑتی ہیں۔ اندھیرے رینگ رینگ کر پورے ماحول کو اپنے دامن میں لپیٹ لیتے ہیں۔ روایتی افسانے کی تفصیل نگاری کے برعکس یہاں داخلی دباؤ کو ابھارا جاتا ہے۔ رشید امجد کے کرداروں کے اذہان میں کلبلاتے سوالات کو ادراک میں لاتا ہے۔"(۱۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے جمیل آذر کے تنقیدی جوہر کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے چند جملوں میں رشید امجد کے افسانوں کے فنی اور فکری محاسن کو بیان کیا ہے اور کسی قسم کی تشنگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ انشائی تنقید ی میں اختصار اور جامعیت کو اولیت حاصل ہے۔ غیر ضروری تفاصیل سے گریز کیا جاتا ہے تاکہ قاری بوریت کا شکار نہ ہو اور تنقید سے تخلیق کی طرح فیض یاب ہو سکے۔

جمیل آذر نے غلام جیلانی اصغر کی شخصیت پر ایک تنقیدی مضمون بعنوان "توازن اور اعتدال کی مثال" لکھا ہے۔ اس میں انہوں جیلانی صاحب کی زندگی کے تمام گوشے کریدنے کی کوشش کی ہے اور یوں جیلانی صاحب کی مکمل شخصیت سامنے آجاتی ہے۔ جمیل آذر کی تنقیدی رائے ان کے بارے میں ملاحظہ ہو:

"ان کے مزاج میں کسی کی دلآزاری کرنا یا کسی کو تکلیف دینا تھا ہی نہیں۔ آپ ذرا اپنے ارد گرد نگاہ ڈالیں تو جگہ جگہ آپ کو ایسے افراد سے واسطہ پڑے گا جو ذہنی طور پر اذیت پسند ہیں۔ غلام جیلانی اصغر ان صاحب دل لوگوں میں سے تھے جو دوسروں کے دامن کو محبتوں، مسرتوں اور قہقہوں سے بھر دیتے ہیں۔ کسی کو اذیت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سرتاپا صوفی منش انسان تھے۔ وہ اپنا نور بصیرت بارانِ رحمت کی طرح عام کرتے تھے۔ ان کے نزدیک تو دوست بحر کیف دوست ہی تھا۔ وہ تو دشمن کو بھی دوست کی طرح دیکھتے تھے۔"(۱۲)

تنقید شخصیت پر ہو یا کسی موضوع پر جمیل آذر انشائی تنقید کا برمحل استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تنقیدی آراء کو تخلیقی ادب کی طرح پسند کیا جاتا ہے۔ وہ چند جملوں میں شخصیت کا ایسا جامع مرقع پیش کرتے ہیں کہ شخصیت کے جملہ پہلو مؤثر انداز میں نظر آتے ہیں۔

یہ سوال یا اعتراض بھی وارد ہو سکتا ہے کہ انشائی تنقید کے زیر عنوان پیش کی گئی بحث میں مذکورہ تنقیدی رویے کے حق میں جتنے نکات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کسی بھی معیاری تنقید کے سلسلے میں پیش کیے جاسکتے ہیں تو ان کو انشائی تنقید کے ساتھ کیوں وابستہ کیے جاتے ہیں۔ تو جواب کے طور پر عرض ہے کہ بنیادی مسئلہ پیش کش کا ہے۔ اگر اسلوب بیان تخلیقی یا انشائی تنقیدی رویے کا عکاس ہو تو یہ انشائی تنقیدی ہے۔ بصورت دیگر تنقید ثقالت اور روکھے پن پر مبنی ہو گی اور انشائی تنقید سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ انشائی تنقید واحد طرز تنقید ہے جو قاری کو دوبارہ تنقید پڑھنے کی طرف متوجہ کر سکتی ہے۔ انشائی تنقید میں الفاظ اور معانی کے امتزاج پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ مذکورہ تنقیدی رویہ نقاد کو روایتی انداز تنقید سے ہٹ کر جدید طرز کا انتخاب کرنے کی جانب راغب کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پروفیسر جمیل آذر، "انشائی تنقید" مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص، ۱۸
۲۔ پروفیسر جمیل آذر، "انشائی تنقید" مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص، ۱۴
۳۔ ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش، "اشارے" نقش گر پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۱ء، ص، ۱۶
۴۔ ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش، "اشارے" نقش گر پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۱ء، ص، ۱۷
۵۔ ڈاکٹر انور سدید، بحوالہ " وقت اے وقت" از پروفیسر جمیل آذر" مقبول اکیڈمی، لاہور ۲۰۱۵ء، ص، ۱۳۶
۶۔ صائمہ نورین بخاری، " اردو تنقید کے تخلیقی زاویے" بیکن بکس، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص، ۴۸
۷۔ ڈاکٹر وزیر آغا، فلیپ، "انشائی تنقید" از پروفیسر جمیل آذر، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۹ء
۸۔ محمد کاظم، فلیپ، "انشائی تنقید" از پروفیسر جمیل آذر، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۹ء
۹۔ ڈاکٹر رشید امجد، فلیپ " نکاتِ جمیل" از پروفیسر جمیل آذر، مقبلو اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۶ء
۱۰۔ پرویسر جمیل آذر، " نکات جمیل" مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص، ۷۹، ۸۰
۱۱۔ پروفیسر جمیل آذر، " افسانے کے سات رنگ" مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص، ۴۸
۱۲۔ پروفیسر جمیل آذر، نکاتِ جمیل" مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص، ۱۷۰